سرمایہ دارانہ معیشت میں اسلامی معیشت کا فروغ

غیر سودی سرمایہ کاری: اسلامی نظام تمویل کے خدوخال

[مغرب میں سرمایہ دارانہ طرز فکر و فلسفہ کا خیال تھا کہ دنیا میں جنگیں Virtues کے لیے ہوتی ہیں مختلف تہذیبوں اور مذاہب میں تصادم کا سبب ان کے مختلف Virtues ہیں اگر انسانوں، تہذیبوں اور مذہبوں کے درمیان مشترکہ Virtue تلاش کرلیا جائے تو جنگیں ختم ہو جائیں گی لہٰذا سرمایہ حرص وحسد کی عالمگیریت منافع خوری کا نظام ایجاد کیا گیا۔ اس نظام کی بنیادی دستاویز حقوق انسانی کا منشور ہے جو دنیا کے تمام مذاہب، تہذیبوں اور قوموں کا مشترکہ مذہب ہے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس اتفاق کے باوجود بے شمار ممالک حقوق انسانی کے منشور کو جاہلانہ اور کافرانہ منشور سمجھتے ہیں لہٰذا اقوام متحدہ جبراً تمام ملکوں سے اس پر دستخط کرا رہا ہے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ عیسائی اور یہودیت نے بھی اس عالمی مذہب کو تسلیم کرلیا جب کہ اسلام اس مذہب کی راہ میں واحد رکاوٹ ہے اس کا اندازہ مغرب کو بخوبی ہے اسی لیے عالم اسلام کے دانشوروں کی جانب سے اس منشور کی توثیق کے باوجود مغرب کو یقین ہے کہ انھیں دھوکہ دیا جا رہا ہے کیوں کہ قرآن وسنت کی تعلیمات حقوق انسانی کے منشور سے سراسر متصادم ہیں یہ مغرب اچھی طرح جانتا ہے لیکن عالم اسلام کے دانشور بالکل نہیں جانتے۔ اس مشترکہ مذہب کی ایجاد کا فائدہ یہ تھا کہ تمام لوگ آزادی یعنی سرمایہ میں اضافے کو اپنا واحد مقصد قرار دیں گے۔ جب دولت کمانا مشترکہ مقصد ہو تو لوگ مال کمائیں گے، جنگیں لڑنا چھوڑ دیں گے لیکن دنیا کی تاریخ میں سب سے زیادہ خونی جنگیں سرمایہ دارانہ نظام کے نفاذ کے بعد ہوئیں کیوں کہ سرمایہ داری حرص وحسد کی عالمگیریت کا نام ہے اور حرص وحسد جنگوں کی اصل بنیاد ہے اب سرمایہ داری کے متبادل کون سا نظام لایا جائے۔ اسلام موجود ہے لیکن صبر و احسان کی روایات پس پشت ہیں زہد قابل شرم قدر ہے۔ ہر شخص دولت منافع چاہتا ہے، اسلامی معیشت اسلامی شخصیت کے ذریعے قائم ہوتی ہے جس کی تخلیق ''کتاب الرقاق'' میں دیے گئے تصور انسان اور تصور دنیا سے ممکن ہے۔ ایسی شخصیت کس قسم کا نظم معیشت قائم کرے گی؟ کیا سودی، کیا سرمایہ دارانہ اس کا جواب ذیل کے مضمون میں دیا گیا ہے، اس نمونے پر اسلام کے نظام تمویل کا احیاء کیا جا سکتا ہے اور سرمایہ دارانہ نظم معیشت، سودی بینکاری اور اسلامی

بینکاری سے چھٹکارا پایا جاسکتا ہے۔آخر ۱۸۰۰ویں صدی سے پہلے دنیا میں کارخانے، اسٹاک ایکسچینج اور بینکوں کے بغیر کیسے لگائے جاتے تھے؟]

اسلامی نظام تمویل کے خدوخال:

اسلامی تجارت سرمایہ دارانہ معاشرے میں ایک ضمنی نظام کی حیثیت اختیار کرسکتی ہے اور یہ چھوٹے اور خورد [مائکرو] تجارت کے طور پر ابھر سکتی ہے۔اسلامی مالیاتی اداروں کو چلانے والے افراد کو مالی اخراجات اور self financing current کے لیے ان کے پھیلاؤ کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

یہ تجارت دراصل سرمایہ دارانہ بحران سے اسلامی معیشت کو محفوظ رکھنے اور ملازمت کے مواقع پیدا کرنے اور بقا کی ایک جدوجہد ہے۔

☆ اسلامی تجارت کا حجم اور وسعت سرمایہ دارانہ نظام کے سائے میں نہیں پھل پھول سکتا اس عمل کے لیے اسلامی تجارت کی مالیاتی مارکیٹ تک رسائی ضروری ہے۔ مالیاتی مارکیٹ میں رسائی سے اسلامی تجارت سرمایہ دارانہ فکر کے زیر اثر آجاتی ہے۔اسلامی مالیاتی تحریک اور اسلامی بنکاری کا ناکام تجربہ اس سلسلے میں اہم ترین سبق ہے۔

☆ سرمایہ دارانہ نظام معاشرت میں اسلامی تجارت کی ترویج و بڑھوتری کے لیے متبادل نظام، نظام تمویل قائم کرنے کی ضرورت ہے یہ نظام عوام کو اسلامی مقاصد کے حصول کی طرف راغب کرے گا اور ان کو اپنی غیر نفع بخش منصوبوں میں محفوظ کرنے کی ترغیب دے گا۔ایسی رقوم کو مشارکہ، مضاربہ اور اجارہ(leasing) کی بنیاد پر تجارتی لین دین کے لیے استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔

☆ موجودہ مالیاتی نظام کو ایک مکمل نظام تمویل میں تبدیل کرنے کی صلاحیت کی حامل اسلامی تحریکیں ہوسکتی ہیں جو جوہری طور پر تمویلی ادارے کا ڈھانچہ تیار کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ناظم تمویل کو تمویلی مصنوعات کی وسعت وترویج کے لیے ہمہ وقت متوجہ رہنا چاہیے کیوں کہ وہ تمویلی مصنوعات جن کی بنیاد (Non Capitalist Credit) غیر سرمایہ دارانہ قرضوں Non Capitalist Money غیر سرمایہ دارانہ رقم پر ہوتی ہے جو کہ یورپ میں سماجی قرضوں کی تحریک Social Credit Movement کے افعالات کی معمولی سی ترمیم ہے۔

پاکستان میں نظریاتی پیمانوں کے حوالے سے یہاں نظام تمویل کی نشوونما کے امکانات زیادہ ہیں۔

الضباطی ماحول(Regulatory Enviorment):

یہ بات کسی حد تک قابل غور ہے کہ اسلامی تجارت کے مباحث میں ایران، سوڈان، چیچنیا اور افغانستان کی اسلامی حکومتوں کے تجربات کو زیر بحث نہیں لایا گیا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ان ممالک کی اسلامی حکومتوں نے واضح طور پر غیر سرمایہ دارانہ انضباطی ڈھانچے (Non Capitalist Regulatory Frame Work) میں کام کرنے کی کوشش کی ہے اس میں وہ کس حد تک کامیاب رہیں یہ دوسرا معاملہ ہے۔پاکستان میں

اس طرح کی کوئی کوشش نہیں کی گئی اور پاکستان میں کیے جانے والے تمام تجارتی لین دین، جس میں اسلامی تجارت بھی شامل ہے ہمیشہ سرمایہ دارانہ نظام معیشت کے ڈھانچے کے تحت کی گئی ہے۔

سرمایہ دارانہ عمل (self regulatory) خود انضباطی عمل نہیں ہے اسے خود ایک منظّم انضباطی عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ سرمایہ دارانہ معاشرے میں ان انضباطی کارروائیوں کو قانون کے ذریعے منضبط کیا جاتا ہے۔ یہ قانون سازی تمام مالیاتی افعال کو پابند کرتی ہے۔

کسی بھی مالیاتی نظام میں پنہاں قانونی ڈھانچہ ہر ملک میں مختلف ہوتا ہے مگر تمام ممالک میں سرمایہ دارانہ معاہدوں کی تکمیل کے لیے قانونی نظام یکساں رکھا جاتا ہے یہ انضباطی نظام مندرجہ ذیل افعالات پر مشتمل ہوتا ہے۔

۱] ملک میں نافذ العمل قانون اور شماریاتی (accounting) طریقۂ کار۔

۲] trading and clearing انتظامات کی تنظیم۔

۳] مالیاتی تعلقات کو چلانے کے لیے انضباطی طریقۂ کار۔

سرمایہ دارانہ معاشرے میں اسلامی تجارت:

اسلامی تجارت کی دو نمایاں خصوصیات ہیں۔

۱] اس کا مقصد صبر، زہد، انفاق اور جہاد جیسی نیکیوں کا فروغ ہے اور محض سرمائے کی بڑھوتری نہیں ہے۔

۲] یہ سرمایہ دارانہ نظام پر مبنی دولت، قرضوں، اسٹاک اور مارکیٹ سے تعلق قائم کرنے سے روکتی ہے۔

پاکستان میں تجارت کے ناظمین اور مالکین جو مسلمان اور پاکستانی ہیں ان کی بڑی تعداد مالیاتی مارکیٹ (financial market) تک رسائی حاصل نہیں کرتی۔ دوسرے الفاظ میں اسلامی معاشیات غیر روایتی تجارت کے ساتھ ملی ہوئی ہے جس کا وزن ۱۹۹۰ء کی دہائی میں مختلف اندازوں کے مطابق ۲۳ فیصد سے ۴۹ فیصد تک تھا ملازمتوں کے حوالے سے ان کا دائرہ ۵۰ فیصد تک وسیع ہے۔ غیر روایتی معاشیات میں روزمرہ استعمال اور خدمات کی اشیاء تیار کی جاتی ہیں اور ۱۹۹۰ء کے مالیاتی بحران کے دور میں یہ تجارت اس بحران سے قطعی طور پر لاتعلق رہی یہی وجہ ہے کہ قومی معیشت میں اسلامی معیشت کا وزن روز بروز اضافہ پذیر ہے۔

اسلامی معیشت کا وزن جاننے کے لیے یہ تناظر بہت وسیع بھی ہے اور بہت تنگ بھی۔ پاکستان کے چند بہت موثر علماء مثلاً تقی عثمانی [۱۹۹۱ء] نے اسلامی تجارت کو اسٹاک اور قرضوں کی مارکیٹ کے لیے جائز قرار دیا تھا۔ [اگرچہ اس میں رقم اور بونڈ شامل نہیں ہیں]۔ پاکستان میں اسلامی بینکاری کو وہ عروج حاصل نہیں ہوا جیسا متحدہ عرب امارات اور ملائشیا میں ہوا۔ [علماء کے ایک بڑے گروہ نے پی ایل ایس بینکاری کو اسلامی نقطۂ نظر سے ناجائز قرار دیا ہے]۔ شریعت کی روشنی میں بعض اداروں کی مالیاتی re engineering [جیسا کہ مولانا تقی عثمانی اور ان کے مقلدین نے تشریح کی ہے] بہت محدود ہے۔ اگرچہ اس وقت کم سے کم تین کامیاب اسلامی بنک، چند پٹہ دار (leasing) کمپنیاں اور محدود تعداد میں مصنوعات تیار کرنے والی کمپنیاں موجود ہیں۔ غیر روایتی تجارت

میں ان کا وزن ڈالنے سے اسلامی معیشت کے کل وزن پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا ہے۔

علماء کی اکثریت نے اس خیال کو کلی طور پر مسترد کر دیا ہے کہ اسلامی تجارت میں اسٹاک اور سرمایہ دارانہ قرضوں کی مارکیٹ (Capital Credit Market) میں رسائی جائز ہے۔[انصاری ۲۰۰۱ء] عالمی اسلامی مالیاتی تحریک دراصل اسلامی تجارت میں سرمایہ دارانہ نظام میں سمونے کا کام انجام دے رہی ہے۔ یہ زہد، انفاق، صبر اور جہاد جیسی نیکیوں کے فروغ میں کوئی حصہ نہیں ڈال رہی ہیں۔[حسین ۱۹۹۸ء] اگرچہ اسلامی تجارت کا اصل مقصد مندرجہ بالا نیکیوں کی ترویج ہے اس کے باوجود وہ تمام تجارت جو کہ قرضوں (loan)، دولت اور بونڈ مارکیٹ سے تعلق نہیں رکھتی ان کو اس مفہوم میں اسلامی معیشت کہا جاتا ہے۔ ایسی تخصیصی تجارت کو مندرجہ ذیل دو معیارات پر پورا اترنا چاہیے۔

الف] نیکیوں کے فروغ کی کوشش۔ ب] مالیاتی مارکیٹ کے لین دین سے اجتناب۔

حالیہ طور پر پاکستان میں اتنی محدود تعریف کے حوالے سے اسلامی تجارت کی نشاندہی کرنا ناممکن ہے۔ اس بات میں اب بھی کسی حد تک شبہہ موجود ہے کہ یہ تجارت ایسے تاجروں اور بچت کاروں کے لیے قائم ہے جو خود کو مالیاتی مارکیٹ اور سٹہ یا قیاس[غرر] سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ اس وقت کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں اسلامی تجارت کے فعالیاتی ادارے کو وسعت دی جائے۔ مگر اس ضرورت کو حقیقت کا رنگ دینے کے لیے کوششیں ہوتی نظر نہیں آ رہیں۔

اسلامی معاشی تنظیم کا کام اسلامی تحریکوں کے زیر سایہ انجام پا رہا ہے جس میں ملائشیا کی دار الارقم، لبنان کے بعض حصوں میں فعال جماعت حزب اللہ، جنوبی ہندوستان کی جماعت اسلامی ہند نے سرمایہ دارانہ مالیاتی نظام کو ایک متبادل نظام سے تبدیل کرنے کے لیے ابتدائی سطح پر کچھ کوششیں کی ہیں۔ اس متبادل نظام کو نظام تمویل کا نام دیا ہے جو بچت کار اور سرمایہ کار کے درمیان سود اور قیاس کے بغیر ثالثی کا نظام ہے۔ نظام تمویل میں مندرجہ ذیل اصول شامل ہیں۔

ا] تجارت کا اہم ترین مقصد یعنی دولت میں اضافے اور سرمائے کے ارتکاز کو تبدیل کر کے اسلامی تجارت کے ٹھوس مقاصد تیار کرنا ہے۔ لہٰذا عربوں نے اسلامی تمویل کے نظام میں اس مقصد کو واضح طور پر قائم کیا ہے جس کے تحت فلسطینی مجاہدین کی امداد کی جا رہی ہے۔[امریکہ اس کو دہشت گردوں کی مالی امداد کہتا ہے]

۲] نیم سرکاری اداروں خاص طور پر مساجد، مدارس اور زاویوں میں غیر منافع بخش سرمایہ کاری کے لیے بڑی تعداد میں عوام کو متحرک کرنا۔

۳] مضاربہ، مشارکہ [نفع میں شراکت داری] کے ذریعے نفع میں حصے داری کے نظام کی بنیاد پر متقی مسلمان تاجروں کے غیر سرمایہ دارانہ قرضہ جات (Non Capitalist Credit) کو نفع بخش تجارت کے طور پر وسعت دینا[بالخصوص اسلامی تحریکوں کے وہ مخصوص تاجر جنھوں نے سرمائے کی

بڑھوتری کو تجارت کے مقصد کے طور پر مسترد کر دیا ہے]۔

جب تک نظام تمویل پاکستان میں موجود نہیں تھا اس وقت تک پاکستان میں اسلامی سرمایہ کاروں کے پاس سرمایہ کاری کے لیے بہت کم انتخاب کے مواقع تھے۔ ان سرمایہ کاروں کا سرمایہ کاری کا فیصلہ سرمایہ دارانہ نظام میں کام کرنے والے سرمایہ کار سے قطعاً مختلف ہوتا تھا۔ یہ سرمایہ کار سرمایہ جمع کرنے یا ارتکاز دولت (حصہ دار کی قدر) میں اضافہ کو مسترد کرتے ہیں۔ یہ افراد دو اقسام کی نیکیوں کے ساتھ وفادار ہیں ان میں سے ایک صبر اور دوسری انفاق ہے۔ اسلامی سرمایہ کاروں کے سرمایہ دارانہ نظام میں سے اپنی رقم نکالنے اور اس کو صبر اور انفاق جیسی خوبیوں پر صرف کرنے جو اثرات مرتب ہوئے وہ کچھ اس طرح ہیں:

☆ اس کا ایک اثر تو یہ ہے کہ اس طرح اس کے اخراجات میں کمی واقع ہوتی ہے۔ اسلامی سرمایہ کار قیمتوں کی تبدیلی کے نتیجے میں اپنے خاندان کے اخراجات کا کم سے کم درجہ قبول کرتا ہے۔ (اور اگر وہ غیر ملکی اشیاء استعمال کرتا ہے تو شرح تبادلہ بھی) ایک فرد جو "صبر" کا تہیّہ کر چکا ہو (اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر چلنے کا شوقین ہو) اس کے اخراجات کم سے کم ہوتے ہیں۔ اخراجات میں کمی اسلام کی سب سے ترجیحی تعلیم ہے۔ (جیسا کہ عیسائیت میں ہے)

☆ اسلامی تاجر کی آمدنی میں اضافہ اور ایسی آمدنی میں اضافہ جس کو انفاق کے لیے مختص کر دیا گیا ہو دونوں صورتوں میں انفاق کی جانے والی رقم میں اضافہ وجود میں آتا ہے۔

☆ اس طریقے سے اسلامی کاروبار تجارت کے حجم میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح جتنی بڑی تجارت ہوگی اتنی ہی غیر سرمایہ دارانہ دولت کے پیدا ہونے کے امکانات ہوں گے (اس صورت میں انفاق کی جانے والی رقم) کسی بھی اسلامی کمپنی کے بڑے سے بڑے حجم کا انحصار اس کے مالک کی اس کمپنی کے وسائل کو استعمال کرنے کی صلاحیت پر ہوتا ہے۔ واضح طور پر ان وسائل میں سب سے اہم کمپنی کے افعال کے نتیجے میں حاصل ہونے والی فاضل پیداوار ہے اس کی غیر سرمایہ دارانہ قرضوں کو بڑھانے کی صلاحیت بہت محدود ہو جاتی ہے۔ اسلامی تاجروں کے موثر رابطے کے لیے ضروری ہے کہ ایسی منظم اسلامی تحریکیں وجود میں آئیں جو اس عمل میں مداخلت کر کے نظام تمویل کو اپنے افراد کے درمیان مضبوط کرے۔

فرض کریں پورے پاکستان میں تحریک اسلامی کے دس لاکھ کارکنان ہیں۔ فرض کریں کہ وہ مندرجہ ذیل مقاصد کی تکمیل کے لیے سرگرم ہیں۔

۱۔ مساجد کی مرمت اور تعمیر کا کام

۲۔ مدرسوں میں توسیع کا کام

۳۔ جدوجہد کشمیر کو جاری رکھنا

اب وہ نظام تمویل کے ذریعے ایک روپیہ بھی حاصل کرتی ہیں تو یہ تحریکیں اس ضمن میں فیصلہ کریں گی

کہ ہر روپے میں سے وہ ۵۰ پیسہ مساجد کی مرمت، تیس پیسہ مدرسوں کی توسیع اور ۲۰ پیسہ جدوجہد کشمیر پر خرچ کرے۔

دعوت ہر روپے پر خرچ اور حاصل کی جانے والی رقم کو اس طرح مختص کرے گی۔

ا۔	مساجد کی مرمت	۵ء۰
۲۔	مدارس	۳ء۰
۳۔	جدوجہد کشمیر	۲ء۰

ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے شروع کیے جانے والے منصوبہ عمل میں تحریک اسلامی کا ہر رکن اپنی غیر سرمایہ دارانہ سرمایہ کاری کو ۲۰:۳۰:۵۰ کے فارمولے سے مختص کرے گا۔ فرض کریں تحریک اسلامی کا ایک رکن تمویل فنڈ میں ۱۰۰ روپے دیتا ہے۔ اصولی اعتبار سے اس کی رقم میں سے ۵۰ روپیہ مساجد کی مرمت و بحالی [سیمنٹ پلانٹ کی تنصیب کے اخراجات] ۳۰ روپے مدرسوں پر [یہ طباعت اور اشاعت پر خرچ ہوں گے] اور ۲۰ روپیہ کشمیر پر [یہ اسلحہ سازی کی صنعت کے لیے خرچ ہوں گے] لگاتا ہے، اس کا منافع بھی ۲۰:۳۰:۵۰ کی شرح سے تقسیم ہوگا یعنی سیمنٹ کی صنعت کو ۵۰ فیصد رقم حاصل ہوگی، اشاعتی کاروبار کو ۳۰ فیصد اور چھوٹے اسلحہ سازوں کو ۲۰ فیصد منافع حاصل ہوگا۔ یہ بات سب سے اہم ہے کہ ہر یونٹ کی تنظیم کار تحریک خود ہوگی۔

مستقبل میں حاصل کی جانے والی منافع کی رقم کی توقعات دعوت کو امدادی کاموں پر رقوم کو مختص کرنے کی شرح کو محدود کرنے پر مجبور کرے گی۔ غیر منافع بخش اور نقصان والے منصوبوں پر Non Capitalist Credit کے بجائے ان منصوبوں کے لیے خیرات اور صدقات کی رقم مختص کی جائے گی۔ یہ بات واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے کہ دعوت خود ایسے منصوبوں میں خیرات اور صدقات کے ذریعے حصہ ڈالتی ہے۔ اس طرح وہ منافع میں حصہ دار نہیں ہوتی [اگرچہ انتظامی اخراجات حاصل کر لیے جاتے ہیں]۔

لہٰذا تحریک اسلامی کی طرف سے کی جانے والی سرمایہ کاری مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھ کر کی جانے چاہیے۔

ا۔ منافع کی عمومی شرح (جو کہ سیمنٹ، پرنٹنگ اور چھوٹے پیمانے پر اسلحہ سازی سے حاصل ہونے والا اوسط منافع ہے) حقیقی معنوں میں مثبت ہونی چاہیے۔

۲۔ ہر منصوبے کے نتیجے میں حاصل ہونے والے متوقع حقیقی محاصلات کو اس رقم سے زیادہ ہونا چاہیے جسے غیر سرمایہ دارانہ قرض Non Capitalist credit کے بدلے ایک مثبت منافع سے حاصل کیا جاتا ہے۔

۳۔ منافع کی قابل قبول شرح کو مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھ کے طے کرنا چاہیے۔

۳۔ مقاصد سے منسلک ترجیحات [مساجد کی تعمیر و مرمت مدرسوں کی ترویج اور جدوجہد کشمیر کو آگے بڑھانا)۔

۱۔ نظام تمویل کے پھیلاؤ سے منسلک ترجیحات۔اس نظام کے ذریعے حاصل ہونے والا منافع جس قدر زیادہ ہوگا۔اسی قدر یہ نظام پھلے پھولے گا (اس مقصد کے لیے غیر منافع بخش افعالات جتنے کم ہوں گے اسی قدر اس نظام میں سرمایہ کاری کے لیے وسائل مہیا ہوں گے)۔

مندرجہ بالا دونوں شرائط میں کسی قسم کا تضاد نہیں ہے۔اگر ترجیحی منصوبے سے زیادہ شرح منافع حاصل ہو بہ نسبت کم ترجیحی منصوبے کے تو اس صورت میں مزاروں کی مرمت کی ترجیح دینے میں کوئی تضاد پیدا نہیں ہوگا کیونکہ وہ عمومی شرح منافع کے لحاظ سے زیادہ متوقع نفع دے گا۔اگر ترجیحی منصوبہ کم منافع بخش ہو تو اس صورت میں متوقع عمومی نفع کی شرح ایک تناؤ کی صورت اختیار کرلے گی۔

مندرجہ بالا نکات کی بنیاد پر اگر PV اسلامی سرمایہ کاری کی اکائی ہے تو اس کو مندرجہ ذیل طریقے سے جانچا جائے گا:

$$PV = \frac{1}{[\,\text{[illegible]}\,]} \qquad \text{[illegible]}$$

جہاں

n= پروجیکٹ کا دورانیہ سالوں میں ہے۔

w= ہر منصوبے (پروجیکٹ) کا وزن

p= مہنگائی کی متوقع شرح

JI= منافع کی شرح ہے۔

منافع کی شرح کا تعین مندرجہ ذیل افعالات پر ہوگا۔

کاروبار کی توسیع (نظام تمویل) لہٰذا اس پر مندرجہ ذیل اخراجات آئیں گے:

۱) نئے ملازمین پر آنے والے اخراجات

۲) نئے ملازمین کے لیے ساز وسامان کے اخراجات

iii) تجارت کی وسعت قرضوں کے انتظام میں آنے والے خدماتی (Service) اخراجات (یہ خدماتی محصول service charges محض اصل قیمت کو پورا کریں گے)۔

۲) سرمایہ کاری کے حساب سے منافع کی تقسیم (اخراجات کم سے کم قابل قبول شرح پر جو کہ سرمایہ کاری کرنے والے خاندان یا انفاق کے لیے ہوگا)۔

۳) منصوبے میں Risk کے امکانات (پریمیئم کی طرح) اگر منصوبے میں Risk کے امکانات زیادہ ہیں تو منافع کی سطح بھی زیادہ ہوگی۔

The Risk adjusted profit (rate) = risk premium + min. acceptable level of profit

Risk Premium کا تعین موضوعی طریقے سے کیا گیا ہے۔ چناں چہ یہ ماحصل قیمت میں آنے والے تغیرات کی شرح اور عمومی قیمت کی طرح یا لاگتی قیمت کے تغیرات کی شرح اور عمومی پیداواری قیمت کی سطح کے برابر ہوگی یا پھر دونوں کے مجموعی وزن کے برابر ہوگی۔

کسی بھی پروجیکٹ کے اندر کی جانے والی اسلامی سرمایہ کاری (PV) جو کہ ایک سال بعد وصول ہوتی ہے تو اس کا تخمینہ متوقع آنے والی رقم کو PV factor سے ضرب دے کر لگایا جاسکتا ہے۔ ہمارے موجودہ کیس میں W کی 0.5، 0.3 اور 0.2 متواتر سیمنٹ، پبلشنگ اور چھوٹے اسلحہ سازی کی صنعت ہے۔ فرض کریں کہ مہنگائی اور منافع Risk کے لحاظ سے اس شرح کو ۱۰ فی صد اور ۵ فیصد کے لحاظ سے حسب تقاضہ ترتیب دیا گیا ہے تو

سیمنٹ کے منصوبے میں اسلامی سرمایہ کاری کا عمل (PV Factor of Cement Project)

$$1/ [1+0.5+0.10+(1+0.5)] = 1/ [1+0.20]^{1} = 0.833$$

پبلشنگ میں اسلامی سرمایہ کاری کا عمل (PV Factor of Publishing Project 0.883)

$$1/ [1+0.5+0.10 (1+0.3)]^{1} = 1/ [1+0.18]^{1}=0.84$$

چھوٹے اسلحہ سازی میں اسلامی سرمایہ کاری کا عمل (PV Factor for Small Arm Project)

$$1/ [1+0.5+0.10 (1+0.2)]^{1}=1/ [1+0.17]^{1}=0.857$$

منصوبے کی پوری قابل استعمال مدت کا حساب لگانے کے لیے ہم فرض کرتے ہیں کہ ہر مدت میں منافع یکساں رہا ہے۔ پھر بھی ہر منصوبے کے لحاظ سے یہ رقم 3000,000، 1800,000 اور 12000000 ترتیب وار سیمنٹ، پبلشنگ اور چھوٹے اسلحہ سازی کے منصوبوں کے لیے تغیر پذیر ہوئی ہے۔ مزید یہ کہ منصوبے کی مدت (n) دس سال ہے۔

اسلامی سرمایہ کاری کے ذریعے سمنٹ کے منصوبے سے حاصل کیا جانے والا منافع PV of benefits for Cement Project =

$$3000000*[\{(1+0.20)^{10}-1\}/0.20(1+0.20)^{10}] = Rs.\ 12,570,000$$

اسلامی سرمایہ کاری کے ذریعے اشاعتی منصوبے سے حاصل کیا جانے والا منافع PV of benefits for Publishing Project =

$$1800000*[\{(1+0.18)^{10}-1\}/0.18(1+0.18)^{10}] = Rs.\ 8,082,000$$

اسلامی سرمایہ کاری کے ذریعے چھوٹے اسلحہ سازی کی صنعت سے حاصل کیا جانے والا منافع = PV of benefits for Small Arms Project

$$1200000*[\{(1+0.17)^{10}-1\}/0.18(1+0.17)^{10}] = Rs.\ 5,590,000$$

ہر پروجیکٹ کا NPV معلوم کرنے کے لیے اس کی ابتدائی سرمایہ کاری کی لاگت کا موازنہ اس پروجیکٹ کی PVS (اسلامی سرمایہ کاری) سے کیا جائے گا۔

NPV کی قدر صفر سے زیادہ یعنی NPV>0 ہوتو یہ مالیاتی طور پر قابل اعتبار منصوبہ ہوگا اور اگر اس کی قدر صفر سے کم یعنی NPV<0 ہوتو اس کا مطلب مالیاتی طور پر غیر اعتبار منصوبہ ہوگا اور اس کو مسترد کیا جا سکتا ہے۔

اوپر استعمال کی گئی کل منافع کی رقم صرف سمجھانے کے مقاصد کے لیے استعمال کی گئی ہے۔ حقیقت میں کسی بھی اصل پروجیکٹ کا کل سالانہ منافع منصوبہ کی کل مدت تک یکساں نہیں رہتا۔

ایک اور توجہ طلب بات ہے کہ نظام تمویل پورے مالیاتی نظام کا متبادل نظام نہیں ہے۔ تحریک اسلامی کو نظام تمویل میں کی جانے والی سرمایہ کاری کو سرمائے سے پراگندہ ہونے سے محفوظ رکھنا چاہیے۔ دعوت کو اس بات کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے کہ اس کے اراکین امیر اور مجلس شوریٰ کی اجازت کے بغیر سرمایہ کاری کے منصوبے کی ترجیح کے لیے مالیاتی مارکیٹ تک نہ پہنچیں۔ قابل قبول شرح منافع کے تعین کے بغیر اسلامی بینکاری اور مالیاتی تحریک کی ناکامی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس تحریک نے منافع میں مسلسل اور ہمہ وقت اضافہ کو اسلامی لحاظ سے جائز تصور تسلیم کر لیا تھا اس چیز نے مارکیٹ کی شرح سود کو اسلامی مالیاتی اداروں کا کلیدی حوالہ بنا دیا جس کی وجہ سے یہ ادارے تباہ ہو گئے۔ [منافع میں ہمہ وقت اور ہمہ گیر اضافہ اسلام کے روحانی، معاشی نظام میں ممکن نہیں۔ اسلامی کاروبار اور معیشت کا انحصار عادلانہ منافع پر ہے، جب قیمت فروخت عادلانہ منافع کے تحت مقرر کی جاتی ہے تو بے پناہ منافع کا تصور خود بہ خود متروک اور منسوخ ہو جاتا ہے۔ کاروبار اور منافع کا مقصد اسلامی ریاست میں صرف منافع خوری نہیں۔ یہ ایک عبادت ہے لہٰذا حرص وحسد کی صفات سے اسلامی معیشت عاری ہوتی ہے، اس وقت دنیا میں جہاں بھی اسلامی بینکاری کی جا رہی ہے وہاں لوگوں کو پرکشش منافع کا لالچ دیا جا رہا ہے اور صارفین کی تعداد میں اضافہ فکر آخرت، سلامتی ایمان اور رزق حلال پر قناعت کے تصور کے بجائے محض بڑھتے اور چڑھتے ہوئے منافع کے سبز باغ دکھا کر اپنے منافع کی شرح کو سودی بینکوں کی شرح سے زیادہ دکھایا جا رہا ہے۔ مصر میں اسلامی بینکاری صرف اس لیے پھلی پھولی کہ حکومت نے دار المال اسلامی کو بہت سی مراعات دیں جس کے باعث اس نے اسلامی بینک کاری کے نام پر بہتر شرح منافع کی پیشکش کی، جیسے ہی شرح منافع سودی بینکوں سے کم ہوئی سرمایہ کار اپنا سرمایہ نکال لے گئے، اگر فکر آخرت وایمان پر اس کاروبار کی بنیاد رکھی جاتی تو مومن نقصان بھی یا منافع میں کمی بھی خوشی سے برداشت کرتا]۔